مدینہ اوراس کے متعلقات کی اہانت کا شرعی حکم

عثمان احمد*

انسانی فطرت کے اندر محبت کا مادہ اس طرح رکھا گیا کہ محبت انسان کی زندگی کا وہ مرکزی جذبہ قرار پایا جس پر انسانی زندگی کی تعمیر اور نشو ونما کی اساس ہے۔اللہ اوراس کے رسول کے نزدیک سب سے ضروری چیز ایمان ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا تعارف کرواتے ہوئے اسی محبت کو ایمان کا معیار وعلامت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾(۱)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے،اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔

دوسرے مرحلے پر انسان معاشرتی تعلقات اور رشتوں کا محتاج ہے۔اس میں بنیادی رشتہ ازدواج کا ہے اس کے بارے قرآن نے ﴿وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً﴾(۲)(اوراس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کا جذبہ پیدا کردیا)۔معاشرتی تعلقات کی دوسری جہت انسانوں کے انسانوں سے عمومی تعلقات ہیں۔ان تعلقات کے ضمن میں قرآن نے کہا:

﴿فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾(۳)

پس اللہ نے تمہارے دلوں کے مابین الفت پیدا کردی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گیے۔

گویا محبت ہی انسان کا محور واصل ہے۔یہ مثبت انسانی جذبہ جب افراط وتفریط کا شکار ہوتا ہے تو ایسے افعال کا ظہور ہوتا ہے جو توازن واعتدال اور صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔تاریخ مذاہب یہ بتاتی ہے انسان نے شرک کا راستہ محبت میں غلو کے باعث اختیار کیا۔محبت کرنے والوں نے محبت کے نتیجے میں تعظیم واکرام کا ایسا انداز اپنایا کہ اللہ کی حدود کو توڑ کر رکھ دیا۔ اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ان الفاظ میں بیان فرمایا **لعن اللہ الیھود و النصارىٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد**(۴)(اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر کہ انہوں اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا)۔لیکن یہ حقیقت پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ جس طرح اللہ،رسول ﷺ اور دین سے متعلق کے محبت کے جذبے کے اظہار میں غلو قابل تنقید وتردید ہے اسی طرح محبت کے جذبے میں تفریط اور کمی بھی قابل تعریف نہیں۔محبت میں افراط وتفریط سے بچنا ہی سلامتی کی راہ ہے۔اس سلسلے میں کچھ اساسی اصول درج ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں جن کی حیثیت مسلمات کی ہے۔یہ اصول مدینہ منورہ اوراس سے متعلق چیزوں کی اہانت کی صورت میں شریعت کا حکم جاننے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ اللہ،اس کے رسول ﷺ،دین اوراس سے متعلق اشیاء واعمال سے محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے نہ کہ کوئی اضافی واختیاری معاملہ کہ محبت رکھنا چاہے تو رکھ لے اور نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے۔ **والذین آمنوا اشد حبا**

---

*اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامیہ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور،پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

للہاور **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**اور **لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین** جیسی تمام نصوص اسی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسولؐ یا ان دونوں ہستیوں سے منسوب کسی بھی چیز سے محبت کی اصل ان دونوں ہستیوں کی ہی محبت ہے۔اس لیے کسی شخصیت کی ذات اور صفات کے ساتھ ساتھ اس کی منسوبات سے محبت بھی ذات سے محبت شمار کی جاتی اور یہ انسان طبعاً اس جذبے کا حامل ہے۔یہی وجہ ہے صحابہ کرام نبیؐ کے وضو کا مستعمل پانی اور آپ کا لعاب مبارک اپنے ہاتھوں پر لیتے تھے اور آپؐ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے کی بجائے اصحاب نبیؐ کی چہروں کو سیراب کرتا تھا۔(۵) وضو کے پانی کو صرف آپؐ کے بدن لمس حاصل ہونے پر صحابہ کرام اس کی تعظیم کا یہ انداز اختیار فرماتے تھے۔

۳۔ کسی شخصیت کی طرف منسوب چیز کی توہین اور بے حرمتی بھی اس کی ذات کی توہین اور بے حرمتی کے مساوی ہے۔اس لیے منسوبات نبویؐ کی توہین بھی ذات نبوی کی توہین کی طرح ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا چاہا کیونکہ اس نے نبیؐ کے گدھے کے بارے توہین آمیز انداز اختیار کیا اور ناک پر کراہت سے چادر ڈالی تھی لیکن نبیؐ کے منع کر دینے پر چھوڑ دیا۔(۶) نبیؐ سے کسی چیز کو براہ راست ایسی نسبت حاصل ہونا کہ اس چیز کی اصل وہ نسبت ہی بن جائے،اس کے نتیجے میں وہ چیز شعائر دینیہ میں شامل ہو جاتی ہے۔اس اصول کے تحت ہر اس چیز کی توہین نبیؐ کی توہین سمجھی جائے گی جس کی آپؐ سے نسبت ایسی ہے کہ اس چیز کی شناخت آپؐ کی نسبت کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔اس میں آپؐ کا لباس،آپؐ کے حجرات،آپ کی ملکیت میں رہنے والا ساز و سامان اور سواری کے جانور وغیرھم سب شامل ہیں۔یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی ملکیت میں رہنے والی اونٹنیوں کو ذبح کرنے یا ان کو استعمال میں لانے کا عمل صحابہ نے کیا بلکہ وہ آزاد رہیں اور اپنی طبعی موت کے باعث ان کا انتقال ہوا۔نسبت حاصل ہونے کے باعث تعظیم حاصل ہونا قرآن کی اس نص سے بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے کتے کے ذکر کو اپنے ابدی و آفاقی کلام کا حصہ بنا دیا ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ﴾ (۷)

ان کا کتا اپنی دونوں ٹانگیں پھیلائے لیٹا تھا۔

دوسری جگہ کہا:

﴿سَيَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ وَ يَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَةٌ سَادِسُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ رَجۡمًۢا بِالۡغَيۡبِ وَ يَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ﴾ (۸)

وہ کہتے ہیں کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا،اور بعض کہتے ہیں وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا،بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد سات ہے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔

نبیؐ کے لباس مبارک کا قرآن نے ذکر کیا:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ﴾ (۹)

اے چادر اوڑھنے والے اٹھ پس تو انذار کا فریضہ سرانجام دے۔ اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاکیزہ رکھ۔

ان آیات میں آپ ؐ کی چادر اور پہننے والے کپڑوں کا تعظیمی ذکر ہے۔ آپ ؐ کا نام ''المدثر'' لباسِ نبوی ﷺ سے ہی منسلک وماخوذ ہے۔

۳۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا کوئی ایسا عمل نہیں جس میں دوئی یا تضاد ہو گویا اللہ سے محبت کرنا ایک علیحدہ کام ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایک علیحدہ کام۔ اللہ سے محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس لیے اللہ سے محبت رسول اللہ کی محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مطلب اللہ سے محبت ہے۔ اس محبت ایک ہی جہت اور سمت ہے۔

قرآن مجید کی آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾ (۱۰) (جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی دنیا وآخرت میں لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے) اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اس کی شرح میں امام ابن تمیہؒ تحریر فرماتے ہیں۔

''ان اللہ تعالیٰ جعل محبة اللہ ورسولہ و ارضاء اللہ ورسولہ و طاعة اللہ و رسولہ شیئا واحدا.''

اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اپنے رسول کی محبت، اپنی رضاء اور اپنے رسول کی رضا، اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو ایک چیز قرار دیا

پھر مزید لکھتے ہیں: و فی ھذا وغیرہ بیان لتلازم الحقین وان جھة حرمة اللہ و رسولہ جھة واحدة (۱۱)

۴۔ کسی چیز کو مقدس ومتبرک ماننے کے لیے دلیل شرعی طلب کی جائے گی اور مقدس ومتبرک مقامات واشیاء سے اظہارِ محبت وتعظیم کا منصوص طریقہ ہی مشروع سمجھا جائے گا اور اس میں اجتہاد قابل قبول نہیں ہو گا۔ مثلاً کعبہ کے گرد طواف مشروع ہے جو منصوص ہے اس کے علاوہ کسی عمارت وشخصیت کا طواف شرعاً درست نہیں کیونکہ عہدِ نبوی ﷺ اور عہدِ صحابہ میں تمام مقامات مقدسہ موجود تھے مگر کسی دوسری جگہ کے لیے طواف کے ذریعے تعظیم کو مشروع نہیں کیا گیا اس لیے اب اس مسئلہ میں قیاس سے کام لے کر کسی دوسری جگہ کا طواف جائز نہ ہو گا۔ اسی طرح حجرِ اسود کی تقبیل واستلام نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہے یہ اظہارِ عقیدت ومحبت صرف اسی پتھر تک مشروع ہے۔ دیگر احجار کے لیے اس طریقہ کو رائج کرنا شرعاً ممنوع ہو گا۔ اسی طرح عہد نبوی وصحابہ میں قبور صالحین موجود تھیں جو احترام وتعظیم کا انداز قرن اول میں ان کے لیے مشروع ہوا اسی کو قبول کیا جائے گا اور کسی نئے اندازِ تعظیم ومحبت کو مشروعیت حاصل نہیں ہو گی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۵۔ تعظیم واحترام کے لیے مختلف علاقوں اور ثقافتوں میں رائج طور طریقے اگر نصوص شریعت سے نہیں ٹکراتے اور مزاج شریعت اس کی اجازت دیتا ہے تو ان کو اپنایا جائے گا۔جیسا کہ فقہاء نے عرف کو مسائل شرعیہ میں ایک اہم مصدر قرار دیا ہے۔اس میں یہ حقیقت پیش نظر رہنا ضروری ہوتی کہ عرف، قرآن وسنت اور اجماع صحابہ پر حکم نہیں ہوتا بلکہ تابع کی حیثیت مسائل شرعیہ کے استنباط میں مدومعاون ہوتا ہے۔عرفاً رائج احترام کے طریقے اگر نصوص کے مخالف نہیں تو ان کو مقامات واشیاء مقدسہ کے لیے اپنایا جائے گا اور اس کے لیے قرآن وسنت کی بالتعیین نص طلب نہیں کی جائے گی۔مثلاً اگر کوئی شخص کسی مکان کی دوسری منزل پر موجود ہے اور نیچے کھڑا شخص اسے کہے کہ مجھے تلاوت کے لیے قرآن چاہیے وہ اپنا قرآن کا نسخہ اوپر سے نیچے پھینکے کہ اسے پکڑلو اور وہ اسے گیند کی طرح پھینکے اور نیچے والا فرد اسے پکڑ لے تو یہ اسلوب وانداز ناجائز ہوگا کیونکہ عرفاً یہ انداز نازیبا ہے۔اس عمل کو ناجائز کہنے کے لیے قرآن کی آیت اور حدیث درکار نہیں ہوگی۔

٦۔ اظہار محبت واحترام اور شرک کو مترادف سمجھنا یا اس سے متعلق ایسا تاثر دینا گویا یہ مترادف ہیں، باطل ہے۔شرک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال میں کسی غیر کو کلی یا جزوی شریک ماننے کا نام ہے۔کسی عمل کو شرک قرار دینے کے لیے لازم ہے کہ اس کے اندر اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں شراکت یا برابری کا اعتقاد موجود ہو۔مقدس مقامات واشیاء سے اظہار محبت واحترام قرآن وسنت سے ثابت ہے۔صفا ومروہ کو اللہ نے شعائر اللہ کہا اور یہ عمومی اصولی حکم جاری فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ﴾ (۱۲)

جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتا تو بے شک یہ عمل دلوں کے تقویٰ سے پھوٹتا ہے۔

دوسری جگہ مقام ابراہیم کی فضیلت اس طرح بیان کی کہ کہا

﴿وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی﴾ (۱۳)

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔

والدین کے بارے قرآن نے کہا:

﴿وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا﴾ (۱۴)

شفقت وتذلل کے ساتھ ان کے سامنے اپنے پر بچھا دو اور کہا کرو اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

بیوی کو شوہر کی تعظیم سمجھانے کے لیے یہ انداز اختیار فرمایا:

لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لأمرت النساء ان یسجدھن لازواجھن(۱۵)

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

افراط وتفریط سے بچتے ہوئے راہِ اعتدال پر چلنا محبت واحترام کو برقرار رکھتے ہوئے شرک سے دور رہنا سلامتی کا راستہ ہے۔

اس تمہیدی مگر اساسی گفتگو کے بعد مدینہ اوراس کی اشیاء کی اہانت کا شرعی حکم جاننے کے لیے درج ذیل موضوعات کو زیر بحث لایا جائے گا

الف۔ اہانت کی قانونی تعریف اور تنقیح

ب۔ مدینہ اوراہل مدینہ کی اہانت کی ممانعت پر احادیثِ نبویہ سے استدلال

ج۔ مدینہ کی اہانت کا شرعی کا حکم　　　　د۔ سکانِ مدینہ کی توہین کا شرعی حکم

ھ۔ اشیاءمدینہ کی اہانت کا شرعی حکم

اہانت کی قانونی تعریف اور تنقیح:

لغت کے اعتبار سے اہانت میں تحقیر وتصغیر کے معنی پائے جاتے ہیں۔یعنی کسی کو کم درجے کا کہنا یا بنانا اور دوسروں کے مقابلے میں چھوٹا قرار دینا۔(۱۶) تذلیل میں اضافی معنی یہ پایا جاتا ہے کہ اس میں بر سر عام کسی کی کسے سامنے تحقیر کا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے۔اہانت ہر اس قول اور فعل کو کہا جائے گا جو کسی کم مرتبہ کی طرف سے بلند مرتبہ کے لیے وقوع پذیر ہو اور اس کا مقصود اس چیز یا شخص کی تحقیر واستخفاف ہو۔اس سے متعلق درج ذیل امور کا پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

۱۔ اگر کوئی قول یا فعل توہین کرنے کے لیے کسی معاشرے میں مروج ومعروف ہو تو اسے توہین ہی سمجھا جائے گا اور اس سلسلے میں قایل یا فاعل کی نیت اور مقصد کی تنقیح نہیں کی جائے گی۔جیسے گالی دینا، مارنا پیٹنا۔کسی معاشرے میں یا کسی خاص زبان میں کچھ الفاظ اگر گالی دینے اور برا کہنے کے لیے مروج اور معروف ہوں تو ان الفاظ کی ادائیگی پر قایل سے اس کا ارداہ اور نیت نہیں پوچھی جائے گی بلکہ ان الفاظ کو توہین ہی قرار دیا جائے گا۔

۲۔ اگر کوئی قول اور فعل کسی معاشرے میں صریحاً توہین نہ سمجھا جاتا ہو تو اس کے قایل یا فاعل سے نیت اور مقصد کی تفتیش و تنقیح کی جائے گی کیونکہ کنایہ کی صورت میں نیت کی تعیین ضروری ہوگی۔مثلاً اگر کوئی کہے کہ میرا دل کرتا کہ میں فلاں شخص کو کھا جاؤں۔تو یہ الفاظ اظہار تنفر اور محبت دونوں کے محتمل ہو سکتے اس لیے قایل سے اس کی نیت کی تفتیش ضروری ہوگی۔نیز سیاق وسباق اور قرائن سے اندازہ لگایا جائے گا کہ اس کا مقصد کیا تھا۔(۱۷)

۳۔ کفار اصلیہ (یعنی یہود ونصاریٰ اور دیگر مذاہب کے حاملین) کے کسی فعل کو اہانت قرار دینے سے پہلے ان کے مذہبی معتقدات کو مدنظر رکھا جائے گا۔یعنی اگر کوئی ہندو یہ اظہار کرے کہ وہ مدینہ کی بجائے کسی خاص علاقے کے فلاں مندر کو زیادہ مقدس سمجھتا ہے تو اسے توہین نہیں کہا جائے گا۔کیونکہ کفار اصلیہ اس کے مکلّف نہیں کہ وہ شعائر اسلام کو اسی طرح تسلیم کریں جیسے مسلمان مانتے۔البتہ ان پر عرفی احترام لازم ہوگا۔مثلاً قرآن مجید کو کسی غیر مسلم کا جلانا اہانت ہی قرار پائے گا۔کیونکہ کسی غیر مسلم کا قرآن کو جو کہ مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے، بالاہتمام کہیں سے حاصل کر کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جلانے کا عمل عرفاً واضح کر رہا کہ اس کا مقصود اہانت ہے۔اسی طرح نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبیؐ سے افضل کہنا بھی اہانت نہیں سمجھا جائے گا گو کہ غلط اور باطل ہوگا۔اگر اس کو توہین قرار دیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ کسی نصرانی کو زمین پر رہنے کا حق نہیں کیونکہ یہ بات ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نصاریٰ کو اس عقیدے کے باوجود اہانت کے جرم میں قتل نہیں کیا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کی غایت توہین رسول ﷺ نہیں بلکہ فضیلتِ عیسیٰ علیہ السلام ہے(۱۸)

۴۔ کسی قول یا فعل کے بارے میں اگر اہل اسلام کے علماء میں اختلاف ہو کہ آیا تو اس فقہی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے پر توہین کے الزمات سے گریز کیا جائے گا۔مثلاً مالکیہ وحنفیہ کے نزدیک بلا وضو قرآن مجید کو چھونا ناجائز ہے اور حائضہ عورت کے قرآن کو اپنی اس حالت میں چھونا اور پڑھنا حرام ہے لیکن علماء شافعیہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔(۱۹) اس فقہی اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے پر توہین کا الزام درست نہ ہوگا۔

۵۔ سہو، غفلت، جہالت اور عدم علم کا عذر مسموع ہوگا اور کسی سے جہالت یا سفاہت کے باعث ایسا قول یا فعل سرزد ہو جس میں اہانت پائی جاتی ہو تو اس پر حکم لگانے میں توقف کیا جائے گا۔اور اس کو زجر و توبیخ کے بعد چھوڑ دیا جائے گا۔جیسا کہ نبیؐ نے مسجد میں پیشاب کرنے پر اعرابی کو چھوڑ دیا۔(۲۰) لیکن یہ تحقیق ضروری جائے گی کہ اہانت آمیز قول و فعل کیا واقعی سہواً اور جہالتاً صادر ہوا یا ارادی ہے۔

۶۔ جبر واکراہ کا عذر بھی مسموع ہوگا کیونکہ قرآن نے الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان (۲۱) (مگر جسے مجبور کر دیا جایے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) کہ کر اس عذر کو قبول کیا۔

۷۔ تقدس کے درجات کے اعتبار سے اہانت کے جرم کی شدت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسی کے مطابق سزا ہوگی۔جیسا نبیؐ کی توہین کی سزا اور عام مسلمان پر جھوٹی تہمت لگانے کی سزا مختلف رکھی گئی۔اول الذکر میں قتل کی سزا مشروع ہوئی جب کہ ثانی الذکر میں حد قذف یعنی ۸۰ کوڑوں کی سزا رکھی گئی۔اس طرح کوئی غیر مسلم کسی مسجد سے صف نکال کر جلا دے تو اس کی شرعی سزا وہی نہیں ہوگی جو قرآن کو جلانے کی ہے۔

۸۔ اس میں یہ اصولی طور پر بات ذہن نشین رہنا ضروری کہ جرم اور سزا کی تعیین خلیفۃ المسلمین یا مسلمانوں کی قوت نافذہ کا استحقاق ہے نہ ہر عامی اس جرم اور سزا کی تعیین میں حاکم و منصف بن سکتا ہے۔

مدینہ اور اہل مدینہ کی اہانت کی ممانعت پر احادیثِ نبویہ سے استدلال:

ذیل میں وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جس سے مدینہ اور اہل مدینہ کے فضل و شرف پر روشنی پڑتی ہے اور یہ احادیث مدینہ اور اس کے باشندگان اور اشیاء کی اہانت اور انہیں ایذا دینے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث اول: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله كما يذوب الملح فى الماء (۲۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دیں گے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

حدیث دوم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اخاف اهل المدينة اخافه الله (۲۳)

جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا، اللہ اسے خوف زدہ کرے گا۔

حدیث سوم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يصبر على لاوائها و شدتها احد الا كنت له شهيدا او شفيعا له يوم القيامة" (۲۴)

جو اس کے مصائب اور شدتوں پر صبر کرے گا تو اس کا بدلہ اس کے سوا کچھ نہیں مگر یہ کہ میں اس کا قیامت دن شہید یا شفیع ہوں گا۔

حدیث چہارم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" من استطاع منكم ان يموت بالمدينة، فليمت بالمدينة فاني اشفع لمن مات بها (۲۵)

جو استطاعت رکھتا ہو کہ اس کی موت کا وقت مدینہ میں آئے، تو اسے چاہیے کہ مدینہ میں ہی مرے تو میں اس کی شفاعت کروں گا جو مدینہ میں فوت ہوگا۔

حدیث پنجم: ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اسے بخار ہو گیا وہ مدینہ سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما المدينة كالكير تنفى خبثها و يصنع طيبها(۲۶)

مدینہ ریگ مار کی طرح ہے جو زنگ کو دور کر دیتا ہے اور اسے صاف ستھرا کر دیتا۔

ان تمام احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ مدینہ اور اہل مدینہ نبی ؐ کو محبوب ہیں۔ ان کو تکلیف دینا آپ ؐ کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔

حدیث ششم: حضرت سعدؓ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ دھوکہ (کی کوشش) مت کرے۔ (۲۷)

حدیث ہفتم: ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ کچھ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے وہ ملے تو غبار سے بچنے کے لیے انہوں نے خود چادروں میں لپیٹ لیا، بعض نے اپنا ناک لپیٹ لیا، رسول اللہ ﷺ نے چہرہ کھولا اور فرمایا:

"اما علمتم ان عجوة المدينه شفاء من السم، و غبارها شفاء من الجذام" (۲۸)

کیا تم نہیں جانتے کہ مدینہ کی کھجور عجوہ زہر کے لیے شفاء ہے۔ اور اس کا غبار کوڑھ کے خلاف شفاء ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان احادیث سے مدینہ، اہل مدینہ اور اشیاء مدینہ کی عزت وشرف واضح ہوتا ہے۔اوران کی توہین یا ان کی عیب جوئی یا انہیں نقصان پہنچانے کو نا جائز ٹھہراتی ہے۔

مدینہ کی اہانت کا شرعی حکم:

مدینہ منورہ نبیؐ کا شہر ہے اوراس کے فضائل پر احادیث صحیحہ کی کثیر تعداد موجود ہے اور نبیؐ کا اس کو حرم قرار دینا بالتواتر و الاجماع ثابت ہے۔اس لیے اگر کوئی مدینہ کے بارے نازیبا کلمات کہے گا اور مدینہ کو گالی دے گا اس کی شرعاً تکفیر کی جائے گی۔ مدینہ کی تحقیر وتوہین اس لیے کفر ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مدینہ کا تعلق اتنا واضح اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی ابہام یا اشتباہ نہیں۔ مسجد نبوی کا وہاں ہونا، آپؐ کی قبر مبارک کا وہاں ہونا سب نبیؐ سے مدینہ کے تعلق کی شہادت دیتے ہیں۔ مدینہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ یثرب میں مذمت کا پہلو ہے اس لیے آپؐ نے اس کو یثرب کہنے سے منع فرمایا۔آپؐ نے فرمایا **من قال یثرب فلیقل المدینة** (۲۹) (جس نے یثرب اسے چاہیے کہ مدینہ کہے) اس کے کفر ہونے پر چند مزید دلایل ذکر کیے جاتے ہیں۔

دلیل اول:

مدینہ کا نبیؐ کا شہر ہونا قرآن کی نصوص سے ثابت ہے۔اس لیے مدینہ کا نام قرآن کی نصوص کی روشنی میں اب اللہ کا دیا ہوا نام بھی ہے۔قرآن کی یہ آیت **لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل** (۳۰) (اگر ہم مدینہ لوٹ گیے تو اس میں عزت دار لوگ، ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے) سے یہ ثابت ہوتا کہ نبیؐ اور آپؐ کے اصحاب کا وطن مدینہ تھا اسی لیے تو منافقین انہیں اس سے نکالنے کی شرانگیز باتیں کر رہے تھے۔قرآن نے اسے ''الدار'' بھی قرار دیا۔(۳۱) اس لیے مدینہ کی توہین کرنے والا قرآن کی آیات کا منکر ہے۔

دلیل دوم:

نبیؐ کی متعدد احادیث جن کا متن اوپر پیش کیا گیا مدینہ کے شرف وفضل پر دال ہیں۔ مدینہ پر سب بازی کرنے والا ان تمام احادیث کی توہین کا مرتکب ہونے کے باعث دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا۔

دلیل سوم:

نبیؐ کی ذات وصفات کے ساتھ آپؐ کے منسوبات کی توہین بھی کفر ہے۔جس طرح آپؐ کے لباس، آپؐ کے گھر اور آپؐ نعلین مبارک کو گالی دینا اور اس میں عیب نکالنا کفر ہے اسی طرح مدینہ بھی آپؐ کے منسوبات میں شامل ہے۔ مدینہ کا مدینہ ہونا صرف نبیؐ کی وجہ سے ہے۔اس لیے اس کی توہین اسی طرح کفر ہے جس طرح نبیؐ کی توہین کفر ہے۔البتہ تکفیر کا حکم لگاتے وقت جو اصولی مباحث آغاز میں پیش کیے گیے ہیں ان کو مدنظر رکھنا ضروری ہوگا۔

سکانِ مدینہ کی توہین کا شرعی حکم:

مدینہ میں سکونت پذیر مسلمانوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ نبیؐ کے ہمسایے ہیں۔ نبیؐ کا ہمسایہ ہونے کے ناتے وہ جس عزوشرف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے حامل ہیں وہ ہمسایہ کے حقوق میں وارد ہونے والی احادیث سے واضح ہے۔خود قرآن نے والجار الجنب و الصاحب بالجنب (۳۲) کے الفاظ سے ہمسایہ کے ساتھ احسان ومروت سے پیش آنے کا حکم دیا۔ نبیؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ نے ہمسایے کے حقوق کی اتنی اہمیت بیان کی کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں وراثت میں شریک نہ کر دیا جائے۔ نبیؐ کے قربِ ہمسائیگی کے باعث ساکنان مدینہ بہت قابلِ تکریم ہیں۔شرعاً کسی ساکن مدینہ کی توہین پر کیا حکم لاگو ہوتا اس سلسلے میں اگر احادیث کا جائزہ لیا جائے تو ان کی اہمیت اپنی مسلم ہے لیکن ساکنان مدینہ کے احکامات بھی دیگر مسلمانوں کے سے ہیں۔جس طرح ہر مسلمان کی توہین بلاحقِ شرعی حرام اور قابل سزا جرم ہے اسی طرح مدینہ میں بسنے والے افراد کی توہین بھی جرم ہے۔سکان مدینہ کی توہین کے ارتکاب پر کوئی اضافی سزا کسی آیت یا حدیث سے نہ تو صراحتاً ثابت ہے اور نہ اشارتاً۔ بلکہ منافقین جو سکانِ مدینہ تھے، کے بارے خود قرآن نے کہا:

﴿وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا﴾(۳۳)

اسی طرح ایک شخص نے انصار میں شادی کا ارادہ کیا تو نبیؐ نے فرمایا کہ ایک نظر دیکھ لینا کیونکہ فان فی اعین نساء الانصار شیئا(یعنی الصغر) (۳۴)اس سے ثابت ہوتا ہے سکانِ مدینہ کے زندگی کے عمومی معاملات اسی طرح چلیں گے جیسے کہ تمام مسلمانوں کے چلتے ہیں۔البتہ ایک فرق یہاں ملحوظ رکھنا ہوگا کہ ایک معاملہ تو ساکنان مدینہ کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ تلخی ودرشتی سے پیش آنے کا ہے اور ایک معاملہ باہر سے کسی فرد یا گروہ کا اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے یا انکی مذمت کرنے کا ہے۔اول الذکر معاملہ تو اہل مدینہ کا باہمی معاملہ ہے وہ ایک دوسرے الجھیں، ناراض ہوں یا صلح کریں ان کے باہمی معاملات کا فیصلہ اسی طرح شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ہوگا جس طرح دیگر مسلمانوں کے معاملات شریعت کی روشنی میں چلتے ہیں۔لیکن ان کی باہمی چپقلش کو اہل مدینہ کی توہین کے پہلو سے زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔البتہ کوئی باہر سے آنے والا ساکنان مدینہ کی توہین وتحقیر کرے تو یہ بڑا جرم ہوگا گو کہ شریعت میں اس کی کوئی اضافی سزا مقرر نہیں کی اور نہ ہی ایسا کرنے والے پر کفر کا حکم لگے گا لیکن حاکمِ وقت پر لازم ہے اہل مدینہ کی حفاظت کا خاص انتظام کرے اور ان کے دشمنوں اور توہین کرنے والوں کو تعزیراً سزا دے۔

اشیاءِ مدینہ کی توہین کا شرعی حکم:

مدینہ میں موجود چیزوں درج ذیل میں تقسیم کر کے ان کی توہین کا شرعی حکم جاننے کی کوشش کی جائے گی۔

ا۔مقاماتِ مقدسہ کی توہین کا شرعی حکم

مدینہ منورہ میں موجود مقدس مقامات جیسے مسجد نبوی، جبل احد اور روضہ نبوی ﷺ کی توہین اور ان کی تحقیر واستہزاء بلاشبہ کفر ہے۔کیونکہ ان کی توہین کرنا دراصل نبیؐ کے فرامین کی توہین کرنا ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جبل احد کے بارے نبیؐ فرمایا: **ھذا جبل یحبنا و نحبہ** (۳۵)(یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں)، اسی طرح نبیؐ کی قبر مبارک کا تقدس کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ ان سب مقامات کا تقدس منصوص ہے اس لیے ان کی توہین کفر بواح ہے۔

یہاں ضمناً اس سوال کو بھی موضوع بحث بنانا مناسب ہے کہ کیا مدینہ منورہ میں مسجد و روضہ نبوی کے متصل کئی منزلہ ہوٹلز یا رہائش گاہوں کی تعمیر جو مسجد نبوی اور روضہ نبوی سے بہت بلند ہو رہی ہوں درست عمل ہے؟ کیا یہ توہین کے زمرے میں تو نہیں آتا؟ اس کے بارے میں درج ذیل نکات پیش کیے جاتے ہیں جن سے اس سوال کا جواب واضح ہو جایے ہوگا۔

۱۔ عمارت کی متعدد منازل بنانا اصلاً جائز ہے۔ نبیؐ کے گھر کا بالا خانہ ہونا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی تو آپ نے ''المشربۃ'' میں قیام فرمایا۔(۳۶) المشربہ کا مطلب بالا خانے کا کمرہ ہے(۳۷) اس مشربہ کی سیڑھیاں کھجور کے تنے کی تھیں۔(۳۸) حدیث کے الفاظ ہیں۔

''**قد صعد مشربة له**'' (۳۹)

''آپؐ اپنے مشربہ میں اوپر چڑھ کے چلے گیے۔''

۲۔ نبیؐ کے غزوہء احد میں خود چند صحابہ کے ایک دستہ کو پہاڑ کی ایک چوٹی پر متعین فرمایا جب کہ آپؐ وادی میں نیچے تھے۔ چنانچہ منقول ہے۔

''**ولما رای ھولاء الرماة ان المسلمین ھزموا المشرکین و صاروا یجمعون الغنائم، قالوا لننزل من ھذا الجبل حتی نساعد المسلمین علی جمع الغنائم.**'' (۴۰)

''جب ان تیراندازوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے مشرکوں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں تو انہوں کہا کہ ہم بھی اس پہاڑ سے اترتے ہیں تاکہ غنائم جمع کرنے میں مسلمانوں کی مدد کریں۔''

۴۔ نبی کریم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ابتداء آپؐ کا قیام حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر پر رہا۔ یہ دو منزلہ مکان تھا۔ نبیؐ نے نیچے والی منزل پر قیام فرمانا پسند کیا تاکہ زائرین کو سہولت رہے۔ حضرت ابوایوب انصاری کو یہ بہت شاق گزرا یہ اللہ کے رسولؐ نچلی منزل میں ہوں اور وہ اوپر قیام پذیر ہوں تو انہوں نے نبیؐ سے عرض کیا:

یا نبی اللہ بابی انت و امی، انی لاکرہ واعظم ان اکون فوقک، وتکون تحتی، فاظھر انت فکن فی العلو و ننزل نحن فنکون فی السفل

اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھ پر بہت گراں ہے اور میرے لیے یہ بہت بڑی بات ہے کہ میں آپؐ کے اوپر رہوں اور آپؐ مجھ سے نیچے ہوں۔ آپ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جائے تاکہ آپ بلند جگہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پر ہوں اور ہم نیچے اتر آتے ہیں تا کہ ہم نیچے مقام پر ہوں۔

نبیؐ نے جواباً فرمایا: یاابا ایوب ان ارفق بنا و بمن یغشانا ان نکون فی سفل البیت (اے ابوایوب ہمارے لیے اور جو ہمارے ملنے والے ہیں ان کے لیے زیادہ باعثِ سہولت یہ ہے کہ ہم نچلی منزل پر قیام پذیر رہیں)(۴۱)

۳۔ محض کسی چیز کا بلند ہونا کیا ایسا شرف وتوقیر ہے جو دوسرے کے لیے توہین کا باعث ہو۔ اس پر نہ تو دلیل عقلی موجود ہے اور نہ دلیل شرعی۔ البتہ بلاضرورت کسی کے سامنے بلندی پر جانے میں احتیاط کرنا اور بات ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ حرم مدینہ میں ان تعمیرات کا مقصد مسجد نبوی سے مقابلہ بازی نہیں کیونکہ اگر اس نیت کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ ان تعمیر کرنے والوں کے کفر پر دلالت کرے گی۔ اور محض بلند ہونے سے ان عمارات کو نہ تو کوئی تقدس حاصل ہوتا اور نہ ہی مسلمانوں کا رجوع مسجد وروضہ نبوی ﷺ کی بجائے ان عمارتوں کی زیارت کی جانب ہونے کا امکان ہے البتہ اگر ان عمارات کی تزئین وآرائش زائرین مدینہ کے قلوب وابصار کی یکسوئی میں اختلال کا باعث بنتا ہے تو ان کے بنانے والوں کے لمحۂ فکریہ ہے۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا قرآن وسنت سے ثابت اور امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ آپؑ کو زندہ روح مع الجسد آسمانوں پر اٹھا لیا گیا اور آپ قربِ قیامت میں نزول فرمائیں گے۔ جب کہ نبیؐ کا قبر مبارک میں مدفون ہونا بھی مسلمہ حقیقت ہے۔ کیا عیسیٰؑ کا آسمانوں پر بلند ہونا اور نبیؐ کا مدفون ہونا کسی بھی طرح کا ایسا شرف حضرت عیسیٰؑ کو بخشتا ہے کہ نبیؐ اس شرف سے محروم ہیں؟ اس لیے کسی جگہ کسی دوسری جگہ سے بلند ہونا اسے کوئی فضیلت نہیں دیتا اور کسی فرد کا بلند مقام پر موجود ہونا بھی اسے اس وجہ سے کوئی تکریم مہیا نہیں کرتا۔ نبیؐ کو تمام مخلوقات پر افضلیتِ ذاتیہ حاصل ہے۔

۵۔ اس مسئلہ کی تفہیم وتوضیح کے لیے یہ مثال بھی دی جاسکتی کہ سمندر میں جھاگ اور پانی کے بلبلے ہمیشہ بلندی پر ہوتے جب کہ موتی سمندر کی گہرائیوں میں بہت دور نیچے ہوتے۔ جھاگ کو اوپر ہونے کے باعث کوئی شرف حاصل نہیں ہوتا۔

آج چونکہ مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد زیارات کے مدینہ جاتی کہ ان کی رہائشی ضروریات کو پورا کرنا اس کے بغیر ممکن نہیں کہ قیام گاہوں کی متعدد منازل تعمیر کی جائیں۔ ان تعمیری کاوشوں میں اگر کسی کی نیت فاسد ہے تو وہ اپنی بدنیتی پر اللہ کے ہاں مجرم ہوگا۔

۲۔ مدینہ میں پیدا ہونے پھلوں اور اشجار کی مذمت کا شرعی حکم:

مدینہ میں پیدا ہونے وہ پھل جن کی تعریف نبیؐ نے فرمائی اور وہ صحیح احادیث سے ثابت ہے ان کا استہزاء یا مذاق اڑانا کفر ہے۔ جیسے عجوہ کھجور کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے اس کو گالی دینا یا طنز وتعریض کا نشانہ بنانا کفریہ عمل ہے۔ البتہ مدینہ کی وہ زرعی ونباتاتی پیداوار جن کے بارے نصوص میں کوئی فضیلت وارد نہیں ان کی توہین شرعاً گونا پسندیدہ کہلائے گی مگر کفر وتفسیق کا باعث نہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کسی چیز کا استہزاء وتحقیر اور بات ہے اور اس میں اعلیٰ وادنیٰ کا فرق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کرنا اور بات ہے۔اس لیے اگر مدینہ میں اعلیٰ کھجور ملتی ہے تو اس کو اعلیٰ کہا جائے گا اور مدینہ میں پیدا ہونے والے ردی پھل کو ردی کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ استہزاء اور توہین نہیں۔جیسا کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت بلالؓ نے فرمایا کان عندنا تمر ردی (ہمارے پاس ردی کھجور تھی)۔(۴۲)

۳۔مدینہ میں باہر سے لائی جانے والی اشیاء کی توہین کا شرعی حکم:

درآمدات کے ذریعے تجارتی پیمانوں پر مدینہ میں آنے والی مختلف ممالک کی اشیاء مدینہ سے بس اتنی نسبت رکھتی ہیں کہ انہیں وہاں فروخت کیا گیا۔اہل محبت تو ان سے بھی تعظیم کا معاملہ کرتے ہیں کیونکہ مدینہ سے عارضی نسبت کے باعث انہیں ایک گونہ شرف حاصل ہو گیا۔لیکن قانوناً ان کو ناپسند کرنا یا ان کی عیب جوئی کرنا کوئی ایسا جرم نہیں جو باعث تکفیر و تفسیق ہو۔کیونکہ اگر کوئی کسی دوسرے شہر سے ناکارہ چیز فروخت کرنے کے لیے مدینہ بھیج دے تو اس کو مجرم ٹھہرایا جائے گا نہ اگر کسی نے اس چیز میں عیب نکالا تو اسے مدینہ کی اشیاء کی توہین کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔

۴۔حاکم مدینہ کی زیادتی پر احتجاج کا شرعی حکم:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (۴۳)

اللہ تعالیٰ بری بات کا اعلانیہ اظہار پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں عام رعایا کو خلفاء سے باز پرس تک کا حق حاصل تھا بلکہ سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔(۴۴) اس لیے کسی شر و فساد میں شریک ہوئے بغیر حاکم مدینہ کی زیادتی پر اس کو برا کہنا اور اپنی دادرسی کی کوشش کرنا شرعاً جائز ہے۔

یہ تصور جو عموماً حجاج و معتمرین میں بعض مذہبی گروہوں کی طرف سے عام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مدینہ منورہ میں اگر کسی چیز پر تنقید کر دی تو سلب ایمان یا حبطِ اعمال کا خطرہ درست نہیں۔اس ضمن میں صوفیاء سے منسوب بعض غلبہء حال و محبت کے فرامین و واقعات سے استدلال کیا جاتا ہے، حالانکہ ان فرامین و واقعات کو تحریض اور حلاوتِ ایمان میں اضافہ کے لیے بیان کرنا تو درست ہے لیکن ان کو دلیل بنانا درست نہیں۔اسی طرح سلف صالحین میں سے بعض افراد کے ننگے پاؤں مدینہ میں چلنا کہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں والی جگہ پر میں جوتوں سمیت چلنا خلافِ ادب ہے یا خاکِ مدینہ کو سرمہ بنانا، یہ سب امور محبین کی محبت کے اختصاصات ہیں لیکن فرائض و مطلوبِ شریعت نہیں ہیں۔ان کے کرنے والوں اور نہ کرنے والوں دونوں کو مطعون نہیں کیا جائے گا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ البقرۃ۔١٦٥ ۲۔ الروم۔٢١

۳۔ آل عمران۔١٠٣

۴۔ النیسابوری، ابو الحسن ،مسلم بن الحجاج ، المسند الصحیح المختصر(صحیح مسلم)،تحقیق: فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت،حدیث نمبر ٥٢٩،ج١،ص٣٧٦

۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل ،الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر(صحیح البخاری)،تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة،طبع اول،١٤٢٢ھ،حدیث نمبر ٢٧٣١،ج٣،ص١٩٣

۶۔ الشامی، محمد بن یوسف، الصالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد،تحقیق:الشیخ عادل احمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض، دار الکتب العلمیہ، بیروت،طبع اول،١٩٩٣ء،ج٣،ص ٤١٩

۷۔ الکھف ۔١٨ ۸۔ ایضاً ۔٢٤

۹۔ المدثر۔١۔٥ ۱۰۔ الاحزاب۔٥٧

۱۱۔ ابن تیمیہ،تقی الدین ،ابو العباس، احمد بن عبد الحلیم، الحرانی، الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ،تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید،الحرس الوطنی السعودی، المملکة العربیہ السعودیة،ط۔ن۔ص ٤٠،٤١

۱۲۔ الحج۔٣٢ ١٣۔ البقرۃ۔١٢٥

۱۴۔ الاسراء۔٢٤

۱۵۔ السجستانی،ابو دائود سلیمان بن اشعث ،سنن ابی دائود،تحقیق:محمد محی الدین عبد الحمید، مکتبة العصریة، بیروت،س۔ن،حدیث نمبر٢١٤٠،ج٢،ص٢٤٤

۱۶۔ العسکری، ابو ھلال الحسن بن عبداللہ، ،الفروق اللغویة،تحقیق:محمد ابراھیم سلیم، دار العلم والثقافة للنشر و التوزیع،القاھرۃ،ط۔ن،ص٢٥١

۱۷۔ ماخوذ من :مجموع فتاویٰ العلامة عبد العزیز بن باز، بن باز،عبدالعزیزبن عبد اللہ،تحقیق:محمد بن سعد الشویعر،ط۔ن،س،ن،ج ١،ص٩٤

۱۸۔ ماخوذ من: الصارم المسلول۔ص ٥٥٧

۱۹۔ الاندلسی،ابو حیان ،محمد بن یوسف،البحر المحیط فی التفسیر،تحقیق:صدقی محمد جمیل، دار الفکر ،بیروت، ١٤٢٠ھ،ج٢،ص٢٨٧

۲۰۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر٦٠٢٥،ج٨،ص١٢ ٢١۔ النحل۔١٠٦

۲۲۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان،ابو حاتم، محمد بن حبان بن احمد ، التمیمی، الدارمی، تحقیق: شعیب الارنوئوط، موسسة الرسالة ،بیروت،طبع اول،١٩٨٨ء،حدیث : ٣٧٣٧، ج٩،ص ٥٤،

۲۳۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر:١٣٨٧،ج٢،ص١٠٠٨

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۴۔ ایضاً۔۱۳۷۷،ج۲،ص۱۰۰٤

۲۵۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان،حدیث نمبر۳۷٤۱،ج۹،ص۵۷

۲۶۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر۱۸۸۳،ج۳،ص۲۲

۲۷۔ ایضاً،حدیث نمبر: ۱۸۷۷،ج۳،ص۲۱

۲۸۔ العجلونی،ابو الفداء ،اسماعیل بن محمد،کشف الخفاء و مزیل الالباس،تحقیق:عبد الحمیدبن احمدبن یوسف الهنداوی،المکتبة العصریة،۲۰۰۰ء،ج۲،ص۹۱

۲۹۔ ابن عبد البر، ابو عمریوسف بن عبد الله، القرطبی،التمهید لما فی موطا من المعانی و الاسانید، تحقیق:مصطفی بن احمد العلوی، محمد عبد الکبیر البکری)، وزارة الشوئون عموم الاوقاف والشوئون الاسلامیة، المغرب،۱۳۸۷ھ،ج۲۰،ص۸۱

۳۰۔ المنافقون ۔۸ ۳۱۔ الحشر۔۹

۳۲۔ النساء۔۳٦ ۳۳۔ الاحزاب۔۶۰،۶۱

۳۴۔ الحمیدی، ابوبکر عبد الله بن زبیر، القرشی الاسدی، مسندالحمیدی،تحقیق:حسن سلیم اسد الدرانی،دار السقاء، دمشق، طبع اول ۱۹۹٦ء،حدیث نمبر ۱۲۰٦،ج۲،ص۲۹۵

۳۵۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر۲۸۸۹،ج٤،ص۳۵

۳۶۔ البخاری،حدیث نمبر۲٤٦۸،ج۳،ص۱۳۳

۳۷۔ اللحجی،عبد الله بن سعیدبن محمد، المکی،منتهی السول علی وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ،دار المنهاج ، جدة،طبع ثالث،۲۰۰۵ء،ج۳،ص۱٦۵

۳۸۔ ابن ابی اسامةابومحمد، الحارث بن محمد التمیمی البغدادی،عوالی الحارث بن ابی اسامة،تحقیق:ابو عبد الله عبد العزیز بن عبد الله الهلیل، طبع اول، ۱٤۱۱ھ،ج۱،ص۱۳

۳۹۔ ابو عوانه،یعقوب بن اسحاق، النیسابوری، الاسفرائینی، مستخرج ابی عوانه،تحقیق: ایمن بن عارف الدمشقی، دار المعرفة ، بیروت، طبع اول، ۱٤۱۹ھ،حدیث نمبر٤۵۷٦،ج۳،ص۱٦۸

۴۰۔ شرح ریاض الصالحین،العثیمین،محمد بن صالح، دار الوطن للنشر، الریاض،۱٤۲٦ھ،ج۳، ص۶۰۲

۴۱۔ السهیلی، ابو القاسم عبد الرحمان بن عبدالله ،الروض الانف فی شرح السیرة النبویة لابن هشام، تحقیق: عمر عبد السلام السلامی، دار احیاء التراث العربی، بیروت،۲۰۰۰ء،ج٤،ص۱٦۵

۴۲۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر۲۳۱۲،ج۳،ص۱۰۱ ٤۳۔ النساء۔۱٤۸

۴۴۔ الطبری،ابو جعفر محمد ابن جریر، تاریخ الرسل والملوك (تاریخ الطبری)،دارالتراث ، بیروت،طبع دوم، ۱۳۸۷ھ،ج۳،ص۲۱۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.